احمد محمد محمود مدنی

مرکزِ علم دارالعلوم حقانیہ

سعودی عرب کے روزنامہ "المدینۃ المنورہ" کے تاثرات

۱۹ سال قبل صفر ۱۳۹۳ھ میں سعودی عرب کے صحافیوں کے ایک وفد نے دارالعلوم حقانیہ کا معائنہ کیا اس وفد کے ارکان نے اخبارات میں اپنے وقیع تاثرات کا اظہار کیا۔ ہم یہاں سعودی عرب کے کثیر الاشاعت روزنامہ "المدینۃ المنورہ" سے جناب احمد محمد محمود صاحب مدنی کے تاثرات مع ترجمہ پیش کر رہے ہیں ——————— (ادارہ) ———————

وکان اول برنامجنا ان نزور مدرسة دار العلوم حقانية فی اکوڑه ختك خارج مدينة پشاور۔

آج ہمارا اولین پروگرام تھا کہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی زیارت کریں۔

وهذه المدرسة هی فرع کبیر لمدرسة علمية عظيمة تاسست فی الهند وکانت مصدر التخریج عمالقة فی العلوم الاسلامية فی "دیوبند"

یہ مدرسہ دارالعلوم حقانیہ درحقیقت اس عظیم علمی شجر دارالعلوم دیوبند کی ایک بہت بڑی شاخ ہے جو ہندوستان میں قائم کیا گیا تھا جو علوم اسلامیہ کے متبحر فضلاء کا مصدر رہے۔

وبعد تقسیم شبه القارة الهندیه وانشاء دولة باکستان اراد اولئك الرواد الاوائل وفی مقدمتهم الشیخ عبد الحق المحدث انشاء مدرسة علی غرار دار العلوم فی دیوبند فی دولة الباکستان الفتية لنشر المعارف الاسلامية واعداد رجال الدعوة والتبليغ وقد خرجت هذه الدار حتی الان ٢٠٠٠ خریج یساهمون فی نشر الاسلام والتبليغ والدعوة الی الله فی اوربا وامریکه وافریقیه وشبه القارة الهندیة ذاتها۔

تقسیم ہند کے بعد جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو ان پیشروؤں نے (جن کے سرخیل حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث تھے) دارالعلوم دیوبند کی نہج پر ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جو نوخیز پاکستان میں اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور دعوت و تبلیغ کے لیے علماء مہیا کرے اور اب تک اس علمی ادارہ سے دو ہزار فضلاء دو ہزار فضلاء سندِ فراغت حاصل کر چکے ہیں جو یورپ، امریکہ، افریقہ اور پاکستان کے اطراف و اکناف میں اسلام کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

وفی هذه الدار الان ١٠٠٠ طالب فیهم تلامیذ من ٦ سنوات حتی المشیخوخة کلهم یطلب العلم او یستزیده۔ وکل الطلاب القادمین من خارج قریة (اکوڑه) التی تقع علی مشارفها هذه الدار یتم توفیر العلاج والمسکن والماکل والمنصرفات الاخری له مجانا۔ بالاضافة الی الکتب الدراسية واولئك الطلاب یاتون من الصین وروسیا وایران وافغانستان وتایلاند للدراسة فی هذه الدار او الجامعة بالاخری۔

اور اس مدرسہ میں حالاً ایک ہزار طلبہ زیر تعلیم ہیں جن میں چھ سالہ بچوں سے لے کر بوڑھوں تک حصولِ علم میں مصروف ہیں۔ اور یہ مدرسہ تمام بیرونی طلبہ کی معاشی ضروریات علاج ادویہ، رہائش، طعام اور دیگر اخراجات کا کفیل ہے۔ اور جملہ طلبہ کو درسی کتابیں دارالعلوم کی طرف سے دی جاتی ہیں۔ اور یہ طلبہ سرحدات چین و روس، ایران، افغانستان، تھائی لینڈ اور پاکستان کے قرب و جوار اور دور دراز سے اس مدرسہ بلکہ علمی یونیورسٹی میں حاضر ہوتے ہیں۔

والدار بها ۳ مراحل دراسية يحضر فيها الطالب ۹ سنوات والفترة الدراسية صباحية و مسائية موزعة بين ۷ ساعات كل يوم......

الدار تشكو نقصاً ملحوظاً في الكتب خاصة الكتب التي تعلم اللغة العربية ـ وذكر لي شير علي شاه استاذ اللغة العربية في هذه المدرسة انهم يتمنون ان تساعدهم الحكومات العربية والهيئات الاسلامية الاخرى بمجموعة من الكتب الدراسية في مناهج قواعد اللغة والنحو والصرف والبلاغة لتعينهم على الارتقاء بمستوى دراسة العربية الى المستويات العصرية ـ

وميزانية هذه الدار تاتيها من تبرعات الاهالي والاثرياء....وقد حرص مؤسسوها على توفير جو الحرية العلمية لهذه الدار وذلك لانهم لا يحبون مساعدة حكومية... لهذه تاتي مساعدات مالية لهذه الدار من امريكا وبريطانيا من المسلمين الباكستانيين هناك ـ

وفي نية هذه الدار ادخال التعليم العصري مستقبلا متى ما توفر لها التمويل اللازم لادخال العامل و افتتاح اقسام لتعليم الطب وغيره ـ

ومن منطقة الحدود الشمالية الغربية ـ بيشاور ـ وماحولها انطلقت دعوة السيد مفتي محمود عضو البرلمان الباكستاني على ان تكون ـ اللغة العربية ـ هي اللغة الرسمية في الباكستان ـ وعلل السيد مفتي محمود هذا بسببين احدهما داخلي والآخر خارجي ـ اما السبب الداخلي فهو ان باكستان بها اقاليم كثيرة ـ فهناك الحدود الشمالية الغربية ـ البنجاب ـ السند ـ بلوخستان ولكل هذه الاقاليم لغاتها ـ فلغة اقليم الحدود هي البشتو ولغة البنجاب البنجابية والسند السندية والبلوخستانية البلوشية فلا بد اذن ان تكون لهذه الدولة لغة واحدة جامعة تجمع اهل الباكستان.... ولا تتوفر شروط كافية لهذه اللغة الجامعة في غير اللغة العربية ـ فاللغة الانجليزية هي السائدة الان ، لكن لا بد من التخلص من هذه اللغة و احلال العربية مكانها.... الامر الثاني هو ان اللغة العربية هي لغة الاسلام ولغة القران ولغة اخواننا العرب وهي الصلة الوحيدة

دار العلوم میں درس و تدریس کے تین مراحل ہیں ہر مرحلہ میں تین سال گزارنے سے طالب علم کو مجموعی طور پر حصولِ علم میں نو سال صرف کرنے پڑتے ہیں ۔ اوقاتِ تعلیم صبح و شام سات گھنٹے ہیں ۔

دار العلوم کو کتابوں کی کمی کی شکایت شدت کے ساتھ محسوس ہو رہی ہے ، خاص کر وہ کتابیں جو لغتِ عربی میں مدد دے سکیں ۔ اور مجھ سے شیر علی شاہ مدرس دار العلوم حقانیہ نے یہ بھی ذکر کیا کہ مدرسہ دار العلوم حقانیہ قواعدِ لغت نحو، صرف بلاغت پر مشتمل کتابوں کی اعانت کے سلسلہ میں عرب ممالک کی توجہ کا متمنی ہے تا کہ طلبۂ علوم دینیہ دورِ حاضر کے مطابق عربی تقریر و تحریر پر عبور حاصل کر سکیں ۔

بفضلِ تعالے دار العلوم حقانیہ کے جملہ اخراجات مسلمان قوم کے تبرعات و اعانت سے پورے ہوتے رہتے ہیں ، بانیین دار العلوم کی یہی کوشش ہے کہ دار العلوم اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت میں آزاد اور خود مختار ہو اور یہی وجہ ہے کہ دار العلوم حکومت کی اعانت کو محبوب نہیں سمجھتا ۔ پاکستان اور دیگر ممالکِ اسلامیہ میں رہنے والے مسلمان اس ادارہ کی اعانت فرماتے ہیں ۔

اور دار العلوم کے عزائم میں سے ہے کہ موجودہ عصری علوم کو بھی دار العلوم میں داخل کر دیا جائے جبکہ مناسب مالی قوت میسر ہو جائے جس سے تمام ضروری شعبے بروئے کار لا سکیں ، اسی طرح فنِ طب کی تعلیم و تدریس کا بھی دار العلوم ارادہ رکھتا ہے ۔

دار العلوم حقانیہ میں ہمیں یہ معلوم ہوا کہ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ مولانا مفتی محمود صاحب نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ پاکستان کی رسمی زبان عربی ہو جائے ، اور مفتی محمود صاحب نے اس کے لیے دو اسباب بیان کیے ہیں ، ایک داخلی اور ایک خارجی ۔ داخلی سبب تو یہ ہے کہ پاکستان چار مختلف صوبوں میں منقسم ہے جو مختلف زبانیں بول رہے ہیں ۔ صوبہ سرحد میں پشتو ، بلوچستان میں بلوچی ، سندھ میں سندھی اور پنجاب میں پنجابی بولی جاتی ہے ۔ پس پاکستان کی مختلف بولیاں بولنے والی قوم کو متحد کرنے کے لیے لغتِ عربی کو رسمی زبان قرار دیا جائے ـــــ انگریزی زبان کو پاکستان سے نکال کر اس کی جگہ عربی زبان کو رواج دینا چاہیئے جو تمام خصوصیات و مزایا کی حامل ہے ـــــ داخلی سبب یہ ہے کہ عربی لغت اسلام کی لغت ہے ، قرآن پاک اور حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے اور ہمارے عرب بھائیوں کی زبان ہے اور یہ لغت درحقیقت باہمی اتحاد کا ذریعہ اور ممالکِ اسلامیہ کے تعاون کا سبب وحید ہے ۔

للتعاون بين الدول الاسلامية كلها - فلا بد من دراستها -

شيء هام اثار الرهبة في نفوسنا ونحن على مشارف مدرسة دار العلوم الحقانية - ففيما كنا على وشك الانحدار اليها من الطريق الرئيسي رأينا صفوفا من الطلاب على جانبي الطريق يحملون الورود والزهور ورأينا من ابعيد قوسا من اقواس النصر نستطيع نتبين فيه كلمة اهلاً وسهلاً -

اول ما دار في ذهني ان كبير وزراء المنطقة في اضعف الاحتمالات سيزور هذه المدرسة اليوم لهذا استعدوا له بما يستحق من وسائل الترحيب - ولكن ما ان توقفت السيارة حتى وجدنا عجبا - صفوف طويلة من الطلاب على جانبي الطريق الطويل المؤدي الى مبنى الدار تهلل وتكبر وتهتف بصوت واحد — يحيا رائد التضامن الاسلامي الملك الفيصل --- اهلاً وسهلاً بضيوفنا القادمين من الاراضي المقدسة -

والتفتت ابحث عن الزميل راشد فهد الراشد الذي كان معي في السيارة وقد دخل عليه البرد من مكان - وكان يمني نفسه الاماني ان يجد مكانا يتدفأ فيه من هذه البرد الذي قال انه لم يشهد له مثيلا: تلفتت ابحث عنه واذا هذه النداءات قد فاجأته من كل مكان.... واذا هو يخطو خطوات خفيفة وسريعة بين ترحيب اساتذة وطلاب الدار به.... لقد طار البرد ... وحق لهذا الحماس ان يمزق حجبه تمزيقا —

يا للفرق الشاسع .. كنا نحن الذين نشارك في الاحتشاد للترحيب بالضيوف القادمين الى بلادنا — وكان ابعد شئ الى اذهاننا ان يكون لنا هذا الاستقبال الحماسي المثير الذي لا يليق مثله الا الزعماء والرؤساء وما نحن بزعماء ولا رؤساء — وانتهينا من تلك الزيادة ولم نصدق ما حمل لنا... اجتمعت صدمة المفاجاة بضخامة الاستقبال فكان مزيجا من وقفة تامل في كل ذلك الموقف.

ما الذي دعى اولئك الرجال وكثير منهم نحن في حساب العمر ابناؤه ان لم نكن احفاده يغرقونا بهذا الكرم المثير لم يكن امامي الا تفسير واحد ولم اسمع لنفسي ان يكون لي غيره ان ذلك الشعور بالاحترام ومظاهر الاكرام التي قوبلنا بها انما هي رمز مجرد رمز، لما يكنه اولئك المسلمون من اقصى المد الاسلامي لهذه الارض التي جئنا منها: الجزيرة العربية التي

ایک اہم چیز جس نے ہمارے دلوں میں رعب برپا کیا جبکہ ہم دارالعلوم حقانیہ کو جی ٹی روڈ سے اترنے والے تھے، ہم نے راستہ کے دونوں جانب طلبہ کے عظیم ہجوم کو قطاروں کی شکل میں دیکھا جو اپنے ہاتھوں میں گلاب اور دیگر قسم کے پھول اٹھائے ہوئے تھے اور کتبوں پر اَھلاً وَ سَھلاً کے کلمات درج تھے۔

سب سے پہلے میرے ذہن میں جو خیال گذرا وہ یہ تھا کہ شاید یہاں صوبے کے بڑے وزراء آئیں گے، اس لیے انہوں نے ترحیب و خوش آمدید کا یہ انتظام کیا ہے، لیکن جب ہماری کار کھڑی ہوئی تو ہم نے عجیب منظر دیکھا، طلبہ کی طویل قطاریں لمبے راستے کے دونوں طرف کھڑی تھیں جو سڑک سے دارالعلوم تک پھیلی ہوئی تھیں، تکبیر اور تہلیل کے نعرے ایک ہی آواز میں گونج رہے تھے "اسلامی اتحاد کا علمبردار شاہ فیصل زندہ باد، اَھلاً وَ سَھلاً مہمانِ حرم خوش آمدید۔

میں اپنے دوست راشد فہد الراشد کو ڈھونڈ رہا تھا جو میرے ساتھ گاڑی میں سردی کو محسوس کر رہا تھا اور وہ کسی گرم مکان میں گرمی حاصل کرنے کا متلاشی تھا —— میں نے بعد از تلاش اسے دیکھا کہ وہ نرم و گرم رفتار میں خراماں تھا اور طلبہ و اساتذہ کے ترحیبی نعروں نے اس سے سردی کو اڑا دیا تھا اور اس تواضع و اعزاز کے سامنے سردی کا حجاب پھٹنا لازمی تھا۔

حیرت و تعجب ہے اس فرقِ عظیم پر کہ ادھر ہم اپنے شہروں میں ان مہمانوں کی تشریف آوری کے موقعہ پر استقبال میں شریک ہوتے تھے اور یہ بات ہماری عقول سے بہت دور تھی کہ ہمارا بھی ان مہمانوں کی طرح استقبال کیا جائے گا، مروت و شجاعت کا یہ استقبال جو صرف زعماء و رؤسا کے لیے منعقد ہوتا ہے، کون سی وہ خصوصیت ہے جس کی بناء پر ان بزرگوں نے ہمارا گرمجوشی سے استقبال کیا جن کے ہم باعتبار عمر کے اگر نواسے نہیں تو بیٹے تو ضرور ہیں میرے سامنے صرف یہی توجیہہ تھی کہ احترام و اکرام کے مناظر صرف اور صرف رمز و اشارہ ہیں کہ ہم جزیرہ عرب سے آئے ہوئے ہیں جہاں اسلام کی روشنی دنیا کے گوشوں میں پھیلی ہے۔

بها الاراضی المقدسة حيث شع الاسلام ـ

شير علی شاه مدرس العلوم العربية بهذه الدار تكلم فی حفل خطابی اقيم عند وصولنا وما تزال كلمته ترن فی أذنی ــــ

انا قاصرون عن اداء فرائض الضيافة لابناء اولئك الرجال الذين اسبغوا علينا نعمة الاسلام وعلموا العجم فی هذه البلاد الدين ـ

تلی فی ذلك الحفل ايات من القرآن الكريم ـ ما تزال حلاوتها فی اذان كل الوفد الصحفی حتى هذه الساعة سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ـ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ــــ تلی الشيخ اجد لطلباء كل "سورة الصف" بترتيل جميل جمع بين جمال الصوت والتجويد فكنا ننصت بكل ما نملك من خشوع الى الآيات البينات وهی تنزل فی اذاننا حلاوة وطلاوة ـ

زيارتنا لهذه المدرسة قللت فی نظرنا زيارة ای شئ اخر فكان لنا من بعد سلوك الطريق الذی سلكه الغزاة "ممر خيبر" عودة الى راولبندی ـ

("المدينة المنورة" پیر ۸ صفر ۱۳۹۳ھ)

شیر علی شاہ مدرس دار العلوم حقانیہ نے استقبالی جلسہ میں خطاب کیا، جس کے کلمات اب بھی میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔

ہم ان شخصیات کی اولاد کے فرائض مہمان نوازی کی ادائیگی میں قاصر ہیں، جنہوں نے ہم پر اسلام جیسی عظیم نعمت کو پیش کیا اور تمام عجم میں دین اسلام کی تعلیم دی۔

ایک طالبعلم مولانا فضل الرحمٰن جو مولانا مفتی محمود وزیر اعلیٰ سرحد کے برخوردار ہیں ــــ دار العلوم حقانیہ میں زیر تعلیم ہیں، نے قرآن مجید کی چند آیات "سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ ..... الخ" خوش آوازی اور دلکش قرأت کے ساتھ تلاوت کیں۔

ہم پوری قوت سکوت اور خشوع کے ساتھ آیات بینات کو سن رہے تھے اور وہ ہمارے کانوں میں حلاوت وبشاشت مہیا کر رہی تھیں۔

اس دار العلوم کی زیارت نے ہماری نگاہوں میں دیگر مشاہد و آثار کی زیارت کی قدر و قیمت کو گھٹا دیا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵ سے: مرکز علم دار العلوم حقانیہ میں

دار العلوم دیوبند (ہند) کے مسلک و منہج پر رکھی۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مدارس اور ان کے معاونین پر برکتیں نازل فرمائے تاکہ یہ مدارس اپنی دعوت اور پیغام کو حسن و خوبی انجام دیں۔

محترم بھائیو اور دوستو! آپ پر بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ آپ ایسی سرحد پر واقع ہیں جس کے ارد گرد دشمنان اسلام ہیں جو ہر وقت اس سوچ میں ہیں کہ ہم افغانستان میں اپنے اڈے بنا کر اسلامی ملکوں کو ہضم کر سکیں اور وہ اس وقت مسلمانوں کے بہت بڑے قیمتی حصہ پر قابض ہیں۔ ایک تو ان کے توسیع پسندانہ عزائم کی وجہ سے اور دوسرے خود مسلمانوں کے مابین اختلاف کی خلیج کے باعث یہ نقشہ سامنے آیا ہے ــــ اور آخر میں مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ جامعہ اسلامیہ اور جامعہ حقانیہ کے درمیان ایسا اٹوٹ رابطہ ہے کہ وہ محتاج بیان نہیں۔ اسلام نے اس تعلق کو مضبوط کیا ہے اور ان دونوں کا منہج و دعوت ایک ہے کہ دونوں کا ایک ہی صحیح عقیدہ ہے۔ تو یہ تعلق اقویٰ اور مستحکم ہے اور مجھے اس بات سے بھی خوشی ہے کہ معادلہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گا تو یہ جامعہ اسلامیہ کے لیے شرف عظیم ہوگا کہ وہ جامعہ حقانیہ کے فضلاء کو قبول کرے۔

اور مجھے خوشی ہے کہ جامعہ اسلامیہ کی طرف سے جامعہ حقانیہ کو ان خدمات جلیلہ پر پچاس ہزار روپے میاں فضل حق صاحب ادا کریں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ